آنحضرتؐ کی سیاسی زندگی کے چند گوشے

(آخری قسط) حافظ محمد یاسین بٹ

آنحضرتؐ جب پہلی مرتبہ میدانِ جنگ میں گئے' اس وقت آپؐ کی عمر بیس سال کی تھی اور جنگ کا نام حربِ فجار تھا۔ اس جنگ کے بعد قبیلہ قریش نے ایک صلح نامہ طے کیا تھا جسے تاریخ میں "میثاقِ فضول" کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے میں طے پایا تھا کہ کوئی عرب مظلوم کے مقابلے میں ظالم کی مدد نہیں کرے گا۔ ا۔

اسلامی معاشرے کے قیام یا یوں کہئے کہ حضورؐ کی بعثت سے بیس برس پہلے یہ معاہدہ ہوا تھا۔ اس سے قبل قریش کی تاریخ میں اس قسم کا کبھی کوئی معاہدہ نہیں کیا گیا تھا۔ جس مجلس میں اس معاہدے کو آخری شکل دی گئی تھی' اس میں خود آنحضرتؐ بھی شریک تھے۔ آپؐ کی زندگی کی یہ پہلی سیاسی مجلس تھی' جس میں آپؐ نے شرکت فرمائی۔ آپؐ کا اپنا ارشاد ہے کہ میں "حلف الفضول" کے موقع پر موجود تھا اور یہ معاہدہ میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ اگر کوئی اس قسم کا معاہدہ کرنے کے لئے مجھے دعوت دے تو میں اس میں شامل ہوں گا۔ ۲۔

ان باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ زندگی کے ابتدائی دور ہی میں آنحضرتؐ کو اللہ نے سیاسی بصیرت سے بہرہ مند فرمایا تھا اور اس دور کے پیچیدہ اور الجھے ہوئے سیاسی مسائل سے آپؐ خوب آگاہ تھے۔

تمام سیرت نگار اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرتؐ کا سیاسی کردار ہر اعتبار سے عدیم المثال اور ہر لحاظ سے بے نظیر تھا۔ دورِ جاہلیت میں حضورؐ کی زندگی اس عہد کی پوری دنیا کے تمدنی معاملات کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے ہو سکتا ہے کہ پوری قوم نے آپؐ کو "امین" اور "صادق" کے بلند ترین خطابات کا مستحق قرار دیا۔ اور پھر عرب کی انتہائی معزز و محترم خاتون خدیجۃ الکبریٰؓ نے اپنے اقتصادی و تجارتی معاملات میں آپؐ پر کلی اعتماد کیا اور آپؐ کی بے پناہ خصوصیات کی بنا پر حبالۂ عقد میں آئیں۔ اس وقت آپؐ کی عمر پچیس سال کی تھی۔

آنحضرتؐ عمر مبارک کے پینتیس ویں سال میں تھے کہ جب قریش میں خانۂ کعبہ کی نئی تعمیر کے موقع پر حجرِ اسود کو نصب کرنے کا مسئلہ پیش آیا اور مختلف قبائلِ عرب میں نزاع کی صورت ابھر آئی۔ یہ نہایت نازک وقت تھا۔ اس وقت سب نے متفقہ طور پر آنحضرتؐ کو اپنا منصف مقرر کیا۔ آپؐ نے پتھر کو چادر میں رکھا اور پھر تمام قبائل کے سربرآوردہ افراد کو چادر اوپر اٹھانے کا

حکم دیا۔ جب چادر حجرِ اسود کے نصب ہونے کے مقام تک پہنچا دی گئی تو آپؐ نے اس میں سے اپنے دستِ مبارک سے پتھر اٹھایا اور اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ یہ آنحضرتؐ کا وہ بہت بڑا سیاسی فیصلہ تھا جس سے عرب قبائل کا اختلاف بالکل ختم ہو گیا۔ اور لڑائی کی جو خوفناک صورت پیدا ہو گئی تھی، چند ثانیوں میں اس کا خاتمہ ہو گیا۔

آپؐ کا عہدِ طفولیت بھی مکہ مکرمہ میں گذرا اور دور جوانی بھی اسی شہر میں بسر ہوا۔ بنو ہاشم کو آپؐ کی ذاتِ گرامی پر فخر تھا۔ کلیسا کے اہلِ علم آپؐ کے مدّاح تھے، احبار یہود آپ کی دیانت و امانت کے معترف تھے اور دوسرے لوگ بھی آپؐ کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ چالیس برس آپؐ نے لوگوں میں بسر کئے۔ اکتالیسویں سال کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فرشتے کے ذریعے نبوّت و رسالت کی نعمتِ عظمیٰ سے نوازا اور حکم دیا کہ آپؐ کا بنیادی فرض اسلامی معاشرہ پیدا کرنا اور لوگوں کو برائی کے ارتکاب سے روکنا ہے۔ چنانچہ اللہ کا یہ پیغام ملتے ہی آپؐ نے کمرِ ہمّت باندھی اور لوگوں کو کفر و شرک سے روکنے اور خیر و صلاح سے بہرہ ور کرنے کی مہم شروع کر دی۔

اس راہ میں جہاں بے شمار لوگوں نے آپؐ کا ساتھ دیا۔ وہاں بہت سے افراد نے شدید مخالفت بھی کی۔ آپؐ نے بڑی عزیمت اور انتہائی ہمّت کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھا۔ امن و سلامتی کی منزل کی طرف بڑھتے رہنا، آپؐ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ اور آپؐ برابر اس جانب بڑھتے رہے۔ اس راہ میں جو تکلیفیں آئیں، خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا ۔ اور اگر کسی طرف سے آرام پہنچا تو اس پر اللہ کا شکر ادا فرمایا۔ بہت سے سرکردہ لوگوں نے بے حد کوشش کی کہ آپؐ اپنی دعوت سے باز آجائیں اور جو جی چاہے شرطیں منوالیں۔ آپؐ نے دعوت سے دست بردار ہونے کا خیال قطعی طور پر دل سے نکال دیا اور صاف لفظوں میں اعلان فرمایا کہ

> "اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے تو بھی میں اپنی اس دعوت سے باز نہیں آؤں گا اور اللہ کے ارشاد کے مطابق جو فیصلہ کر چکا ہوں اس پر ہر صورت میں قائم رہوں گا"۔ ۳۔

"میرے لئے ناممکن ہے کہ ان باتوں کی تبلیغ نہ کروں جو سب سے بہتر ہیں اور ان باتوں کی تردید نہ کروں جن کو اللہ نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے منافی قرار دیا ہے ۔"

آنحضرتؐ نے وطن سے نکل جانا اور ہجرت کر کے دوسرے علاقے میں چلے جانا منظور فرمایا لیکن اپنے مقصد و موقف سے ذرّہ بھر ادھر ادھر ہونا گوارا نہیں کیا۔ سب سے پہلے آپؐ نے

اپنے صحابہؓ کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ اس ہجرت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپؐ کے لئے سیاسی وسعت کے نئے دروازے کھلے۔ اور اسلام کی دعوت وطن کے محدود دائرے سے نکل کر دنیا کے دوسرے حصّوں میں پہنچی۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی صدائے دلنواز اس اسلوب سے گونجی کہ بڑے بڑے دماغ اس سے متاثر ہوئے۔ بھری محفل میں اسلامی اور غیر اسلامی نظام کا اس انداز سے مقابلہ ہوا کہ صداقت کو فتح حاصل ہوئی اور اس دور کی ایک بہت بڑی طاقت آنحضرتؐ کی ہم نوا و ہم خیال ہو گئی۔

اس سے کچھ عرصہ بعد آپؐ نے اپنے فرماں برداروں کے نام مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا فرمان جاری کیا اور خود بھی مکّہ کی سکونت ترک کر کے مدینہ میں اقامت گزیں ہوگئے۔ یہ بہت بڑا اقدام تھا جو آپؐ نے کیا۔ اس کے بعد آپؐ کی سیاسی قوّت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور اسلامی نظام تمام دنیا میں متعارف ہوگیا۔ ۴؎

مدینہ شریف جانے کے بعد کفر کی طاقتوں اور غیر اسلامی نظاموں سے آنحضرتؐ کی شدید معرکہ آرائی ہوئی' بار ہا لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ اور فریقین کے درمیان سخت مقابلے ہوئے۔ بالآخر کفر کا بازو ٹوٹ گیا اور اسلامی نظام سیاست کامیابی سے ہم کنار ہوا۔ پھر مدینہ میں آنحضرتؐ نے ایک ایسی حکومت قائم کی' جس کی دنیا میں نہ پہلے کوئی مثال ملتی تھی' نہ بعد میں کسی نے اس کی کوئی نظیر دیکھی۔ آنحضرتؐ اس حکومت کے صدر بھی تھے اور امیر بھی' اس کی فوجوں کے کماندار بھی تھے اور سپاہی بھی' اس کی عدلیہ کے بہت بڑے منصف بھی تھے اور اس کے شعبہ اقتصادیات کے ماہر بھی' اس کے حاکم اعلیٰ بھی تھے اور معاشیات اور تجارت کی گتھیاں سلجھانے والے بھی۔ اب سرورِ کائناتؐ کی حیثیت دنیا کے عظیم الشّان سیاست دان اور بہت بڑے حاکم کی تھی۔

آپؐ نے مملکتِ اسلامی میں جو قوانین نافذ کئے' اس کے لئے جو اصول وضع فرمائے' جو احکام جاری کئے' اور لوگوں کو جو ہدایات دیں اور جس توازن و اعتدال سے اپنے سیاسی معاملات کو چلایا' وہ سب فطرتِ انسانی کے عین مطابق تھا' یہی وجہ ہے کہ جس چھوٹے بڑے نے اس پر اچھی طرح غور کیا' اسے پوری طرح اپنا لیا۔

آنحضرتؐ نے اسلامی حکومت کے حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے جو اصلاحات کیں اور اس نظام کو جن خطوط پر چلانے کی طرح ڈالی' وہ مختصر الفاظ میں حسب ذیل ہے:

○ —— حکومت کو بے مقصد نمائشوں اور غلط قسم کی سرمایہ دارانہ آلائشوں سے پاک کر کے اس

میں حقیقت پسندانہ اور صحت مندانہ نظام عدل قائم کیا اور دائرۂ حکومت میں عوام کے اختیار کو داخل کرنے کے مواقع فراہم کئے۔

○ ---- شہنشاہیت کے مروّجہ نظریے کو کاروبارِ حکومت سے خارج کر کے اس کی جگہ عوامی سادگی کو رواج دیا' اس سے تاج و تخت' قصور و محلّات' حاجب و دربان اور خدّام و حشم کے پر تکلّف سلسلے ختم ہوئے اور اس سے بڑی بڑی تنخواہوں والے حکّام اور رشوت خور عمّال کا خاتمہ ہوا جن کی وجہ سے حکمران تک عوام کی رسائی کا کوئی امکان باقی نہ رہا تھا۔

○ ---- انصاف کا حصول نہایت آسان ہو گیا۔ طاقتوروں کا غرور ٹوٹا اور کمزور کی گردن اونچی ہوئی۔ صداقت کا معیار محض پیسہ نہ رہا۔ اس باب میں امیر اور غریب کی تفریق قطعاً" ختم ہو گئی۔

○ ---- انسانی حقوق میں مساوات کا عمل جاری ہوا۔

○ ---- دولت کی تقسیم کا ایسا نظام قائم کیا گیا کہ نہ سرمایہ دار زیادہ سے زیادہ دولت جمع کر سکے اور نہ روز بروز غریب کی غربت بڑھتی رہے۔

○ ---- مدینہ کو دارالسّلطنت بنا کر ملک میں کئی انتظامی حلقے قائم کر دیئے۔

○ ---- حکومت میں شوریٰ کو بنیادی اہمیت دی اور قرآن نے حکم جاری کیا کہ تمام اہم امور باہمی مشورے سے طے کئے جائیں۔ اور عوام کو حکومتی معاملات میں باقاعدہ شریک کیا جائے۔

○ ---- فوجوں کو منظّم کیا' ملک کی دفاعی حیثیت مضبوط کی اور الگ الگ فوجی یونٹوں کے کماندار مقرر کئے۔

○ ---- فوجیوں کو حکم دیا گیا کہ انسانی جان کی قدر کی جائے' کسی پر ظلم نہ کیا جائے اور انسان سے انسان کی سطح پر برتاؤ کیا جائے۔

○ ---- بین الاقوامی معاملات کو درست رکھنے کے لئے آنحضرتؐ نے مختلف ملکوں کے ملوک و سلاطین سے خط و کتابت کی اور قبیلوں اور ریاستوں کے حکمرانوں کو خدا کے نام پر جمع ہونے کی دعوت دی۔

مختصر یہ کہ حکومت و سلطنت کے تمام معاملات سے متعلق آنحضرتؐ نے احکام جاری کئے اور ہر شعبے کو منظّم و مستحکم کرنے کے لئے نہایت عمدہ اور قابلِ عمل اصول وضع کئے۔

یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی کے چند گوشے ہیں جو کتب سیرت میں نہایت ابھرے ہوئے الفاظ میں مرقوم ہیں۔ آنحضرتؐ نے ۱۱ ھ میں وفات پائی۔ اس وقت

اسلام کی بلند کردار فوج کے نوجوان کمانڈر اسامہؓ کا رخ ملک شام کی طرف تھا اور آثار بتا رہے تھے کہ آنحضرتؐ کے بعد اسلامی حکومت خلافتِ راشدہ اور عوامی ریاست کی حیثیت سے دنیا میں ابھرے گی۔ اور اس کی وساطت سے فلاح و بہبود کا عالم گیر نظام قائم ہو گا۔ چنانچہ لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد ایسی سیاست و تنظیم عمل میں آئی کہ سطحِ ارض پر جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ وہ اسلامی حکومت تھی جس کی بنیاد عصرِ نبوّت میں پڑ گئی تھی۔

۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۸۳

۲۔ سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۹۲

۳۔ سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۱۷۰

۴۔ تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۲۴

بقیہ: تحریک اسلامی کے اخلاقی تقاضے

حصے میں آتے ہیں اور جس درجہ میں کسی تحریک کے کارکن مرغوباتِ نفس یعنی اسبابِ انحطاط و اضمحلال سے لپٹے رہ جاتے ہیں اسی درجے میں دنیا میں خوش آئند نتائج اور آخرت میں مالک کی رضا کا حصول دور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

بقیہ: مغربی تہذیب کی ترقی

تھی۔ غلط طور پر اس کامیابی اور چمک دمک کا انتساب اس کے بنیادی تصورات سے جوڑ دیا گیا ورنہ بنیادی تصورات کے متعلق تو حکیم مشرق علامہ اقبالؒ نے بہت پہلے کہہ دیا تھا۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا

بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر نومبر، دسمبر کا شمارہ اکٹھا شائع کیا جا رہا ہے۔